Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Ibn Qayyim's Concept of Sufism: A Research and Analytical Study

ابن قیم کا نظریہ تصوف: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors

1. Dr. Syed Abrar Hussain Shah
Assistant Professor, COMSATS University Islamabad, Vehari Campus, Punjab, Pakistan
Abrarhussain@cuivehari.edu.pk

3.Dr. Hafiz Muhammad Hasan Mahmood
Lecturer, University of Education Lahore, Vehari Campus, Punjab,Pakistan

2. Dr. Hafiz Muhammad Sharif
Visiting Faculty Member, BZ University Multan, Pakistan

Citation

Shah, Dr. Syed Abrar Hussain and Dr. Hafiz Muhammad Sharif and Dr. Hafiz Muhammad Hasan Mahmood " Ibn Qayyim's Concept of Sufism: A Research and Analytical Study."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 251– 264.

History

Received:Sep 14, 2024, **Revised**: Oct 04, 2024, **Accepted**: Oct 20, 2024, **Available Online**: Nov 07, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Copyright: Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Ibn Qayyim's Concept of Sufism: A Research and Analytical Study

ابن قیم کا نظریہ تصوف: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

*ڈاکٹر سید ابرار حسین شاہ　　*ڈاکٹر حافظ محمد شریف　　*ڈاکٹر حافظ محمد حسن محمود

Abstract

Ibn Qayyim al-Jāwziyya, a prominent Islamic scholar of the 14th century, developed a distinctive perspective on Sufism, balancing its spiritual essence with a foundation in orthodox Islamic teachings. His approach to Sufism diverged from mystical practices that he believed deviated from the Qur'ān and Sunnah, emphasizing instead a path of purification of the soul and sincere devotion to Allah. Ibn-e-Qayyim viewed Sufism as a journey toward achieving ihsān, or spiritual excellence, through steadfast adherence to Sharia, a deep connection with the Divine, and ethical conduct. He critiqued Sufi practices that leaned towards excessive asceticism or claimed hidden knowledge, advocating instead for a grounded spirituality that aligns with Islamic jurisprudence and theology. Ibn-e-Qayyim's works, particularly Madārij al-Sālikīn (Stages of the Seekers), reflect his vision of a Sufi path that nurtures a profound love for Allah while remaining rooted in Islamic law and traditional beliefs. His contributions continue to influence contemporary discourse on Sufism, bridging mysticism and orthodoxy within Islamic spirituality. This paper examines Ibn-e-Qayyim's perspectives, analysing his critique of certain Sufi practices and his efforts to define an Islamic spiritual framework that aligns closely with foundational religious principles. Sufis believe that this journey toward Allah is achieved by purifying the heart, detaching oneself from worldly desires, and cultivating virtues such as humility, patience, and compassion. Sufism also includes different concepts. Various Sufi orders have evolved over centuries, each with its unique approach to spiritual growth. Apart from Wahdat al-Wujūd, discusions on other relevant concepts are also included.

Keywords: Ibn-e-Qayyim, Sufism,Spiritual Excellence, Sharia, Spirituality.

تعارف موضوع

تصوف اور صوفیہ کو اسلامی تاریخ اور آثار میں اہمیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ مسلم دنیا میں صوفیہ ایک بڑا طبقہ ہے کہ جن کی حیثیت اسلام میں مسلمہ ہے۔ ان صوفیہ نے اسلام کی اشاعت و ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مسلم دنیا میں سے بڑی تعداد صوفیہ کے ساتھ منسلک ہوتی ہے اور ان سے اکتساب کرتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں مسلم پیشواؤں اور مقتدایان کے دو طبقے بن گئے ہیں اور عمومی و عرفی طور پر انہیں دو حصوں میں

* اسسٹنٹ پروفیسر، کامسیٹس یونیورسٹی اسلام آباد، وہاڑی کیمپس، پنجاب، پاکستان۔

* وزٹنگ فیکلٹی ممبر، بی زیڈ یونیورسٹی ملتان، پاکستان۔

* لیکچرر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، وہاڑی کیمپس، پنجاب، پاکستان۔

تقسیم کر دیا جاتا ہے: ایک کو علماء وفقہاء اور محدثین وغیرہ کے طور پر جانا جاتا ہے اور دوسرے صوفیہ اور زُہاد کے طور پر معروف ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو حقیقی صوفی ہیں وہ کتاب و سنت کے عالم و عارف بھی ہوتے ہیں اور جو مکمل عالم ہوتے ہیں وہ صوفی اور زاہد بھی مکمل ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے دعوتی اور اشاعتی کارناموں کے جدا جدا ہونے کی وجہ سے ان کا تعارف الگ الگ ہو جاتا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر ان میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ نہ ہی صوفیہ، علماء اور علم کے منکر ہوتے ہیں اور نہ ہی علماء، صوفیہ و تصوف کو غلط سمجھتے ہیں۔ البتہ جب جاہل اور منحرفینِ کتاب و سنت صوفیہ سامنے آتے ہیں تو علماء ان پر تنقید ضرور کرتے ہیں اور حقیقی صوفیہ بھی ان کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب بے عمل اور ظاہر پرست علماء ظاہر ہوتے ہیں تو صوفیہ ان پر اعتراض کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کامل علماء خود بھی ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان حقائق اور پس منظر سے عدمِ واقفیت کی بناء پر کچھ لوگ صوفیہ کو علماء کا مخالف اور علماء کو صوفیہ کا مخالف خیال کرنے لگتے ہیں۔

ابن قیم الجوزیہ ایک عالم اور صوفی انسان تھے۔ جنہوں نے علمِ دین کی اشاعت اور تعلیمات اسلامیہ کی ترویج میں خدمات سرانجام دی ہیں اور اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے عوام و خواص کی اصلاح کے لیے کوشش کرتے رہے ہیں۔ آپ نے جہاں علم کے ساتھ اپنی ذات کو آراستہ کیا تھا ایسے ہی تصوف کے زیور سے بھی مزین تھے۔ آپ نے تصوف کے متعلق وہی نظریہ پیش کیا ہے جو عام طور پر علماء کا ہے کہ تصوف قرآن و سنت کی تعلیمات کے تابع ہے۔ لہٰذا جو عمل کتاب و سنت کی مخالفت میں ہو اس کو رد کر دیا جائے۔ آپ نے ان لوگوں پر خوب تنقید کی ہے جو شریعت کے اصولوں سے منحرف ہو گئے اور بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ ذیل میں آپ کے نظریہ تصوف کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

1۔ ابن قیم الجوزیہ کا تعارف

ابن قیم الجوزیہ مسلم دنیا کے زعماء میں سے ایک ہیں۔ اور آپ کی زندگی اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ آپ کی حیاتِ پر وقار کے آثار اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں میں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ دنیائے اسلام کے ایک ایسے عالم تھے کہ جنہوں نے مختلف اسلامی علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ نہ صرف یہ کہ ان میں مہارت حاصل کی بلکہ ان کی تدوین و ترویج کے لیے بہترین اور قابلِ قدر خدمات بھی سرانجام دیں۔ آپ نے تفسیر، حدیث و سنت، سیرت طیبہ، فقہ و اصول، عقائد و تصوف، تاریخ و سیر، لغت اور صرف و نحو الغرض اکثر اسلامی علوم میں کارہائے نمایاں مکمل کیے ہیں۔

1.1۔ نام و نسب اور ولادت

ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز بن مکی الزرعی الدمشقی الحنبلی، زین الدین الشہیر ابن قیم الجوزیہ۔

آپ کی ولادت دمشق میں سات صفر 691ھ کو ہوئی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی ولادت ازرع میں ہوئی ہے۔[1]

ابن قیم الجوزیہ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ آپ کے خاندان میں سے جن لوگوں نے اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی اور شہرت پائی ان میں آپ کے والد ابو بکر بن ایوب قیم الجوزیہ سب سے مقدم ہیں جو عالم و عابد اور مدرسِ علومِ اسلامیہ تھے۔ آپ کے بھائی زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن ابو بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی ایک بلند پایہ امام اور پیشوائے امت ہوئے۔ آپ کے بھتیجے یعنی زین الدین

---

1 al-Shāmī, Ṣāliḥ Aḥmad. *al-Imām Ibn Qayyim al-Jawziyya - al-Dā'iya al-Muṣliḥ wa al-'Ālim al-Mawṣū'ī*. Dār al-Qalam - Dimashq - al-Dār al-Shāmīyah - Bayrūt - Dār al-Bashīr - Jiddah, al-Ṭab'ah al-'Awwalā: 1429 AH - 2008 CE, 31.

ابو الفرج کے بیٹے عمادالدین ابو الفداء اسماعیل بن الشیخ زین الدین حنبلی، آپ کے بیٹے جمال الدین اور آپ کے بیٹے ابراہیم یہ سب علوم میں بلند مقام حاصل کرنے والوں میں سے ہیں۔[2]

1.2 تحصیلِ علم اور مشائخ

آپ کے والد چونکہ مدرس تھے اور علماء کے ساتھ ان کی نشستیں ہوتیں تو ابن قیم الجوزیہ بھی ان کے ساتھ علماء کی مجلسوں میں شرکت کرتے۔ یہاں سے انہوں نے علماء سے سیکھنا اور سمجھنا شروع کیا۔ اور خاص طور پر یہ کہ علمی گھرانہ ہونے کی وجہ سے گھر سے ہی حصولِ علم کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے درج ذیل مشائخ سے علوم وفنون سیکھے:۔

کتبِ لغتِ عربیہ ابو الفتح البعلی اور شیخ مجد الدین التونسی سے پڑھیں۔ فقہ کئی علماء سے پڑھی جن میں شیخ اسماعیل بن محمد حرانی، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ حرانی اور آپ کے بھائی شرف الدین شامل ہیں۔ علم الفرائض اپنے والد سے پھر شیخ اسماعیل بن محمد اور ابن تیمیہ حرانی سے۔ اصولِ فقہ شیخ صفی الدین ہندی، اسماعیل بن محمد، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور دیگر کئی علماء ومشائخ سے۔ اصول الدین شیخ صفی الدین ہندی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے پڑھے۔[3]

1.3 تالیفات وتلامذہ اور وفات

آپ کی تالیفات کی تعداد کثیر ہے جن کا یہاں پر احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ مدارج السالکین کے مقدمہ میں آپ کی تصانیف میں سے 97 کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ صالح احمد الشامی نے 98 تعداد ذکر کی ہے۔ الغرض تصنیفات 100 کے قریب ہیں۔ جن میں علوم القرآن، علوم الحدیث والسنۃ، علوم الفقہ، علوم السیرۃ، علوم التصوف اور دیگر علوم وفنون پر مشتمل کتب شامل ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں یہ نام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں: تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی، شمس الدین محمد بن احمد ابن قدامہ المقدسی، ابو الفداء عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد الحنبلی، عبد اللہ بن محمد بن قیم الجوزیہ، صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی۔[4]

آپ کی وفات جمعرات کے دن اذانِ عشاء کے وقت 13 رجب المرجب 751ھ کو دمشق میں ہوئی۔[5]

2۔ ابن قیم الجوزیہ کا نظریہ تصوف

ابن قیم الجوزیہ علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے ایک عالم وفاضل تھے۔ آپ نے علومِ شرعیہ کی ترویج میں ایسی خدمات سرانجام دی ہیں جو لائقِ تحسین اور قابلِ قدر ہیں۔ علومِ تصوف میں بھی آپ نے کتب تصنیف کی ہیں۔ اس سے آپ کے ذوقِ صوفیانہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ ایک عمدہ، پختہ، ماہر وحاذق عالم ہونے کے ساتھ عابد وصالح، متقی ومتورع صوفی باصفا بھی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اتباع اور محبت میں اہلِ زمانہ سے بڑھے ہوئے تھے۔

---

[2] al-Shāmī, *Ibn Qayyim al-Jawziyya - al-Dā'iya al-Muṣliḥ wa al-ʻĀlim al-Mawṣūʻī*, 33-37.

[3] al-Fir'āwī, Dr. ʻAlī ibn ʻAbd al-Raḥmān, and al-Suʻūdī, Dr. Nāṣir ibn Sulaymān. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn li Ibn Qayyim al-Jawziyya*. Dār al-Ṣamīʻī li-l-Našr wa al-Tawzīʻ - al-Riyāḍ, al-Ṭab'ah al-ʻAwwalā: 1432 AH - 2011 CE, 90.

[4] al-Fir'āwī, *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn li Ibn Qayyim al-Jawziyya*., 110.

[5] al-Shāmī, *Ibn Qayyim al-Jawziyya - al-Dā'iya al-Muṣliḥ wa al-ʻĀlim al-Mawṣūʻī*, 88.

2.1 ابن قیم کا زہد و عبادت

آپ کو نہ صرف علم کے حصول سے شغف اور محبت تھی بلکہ آپ عبادت میں بھی خصوصی ذوق رکھتے تھے اور کثرت کے ساتھ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ زمانہ طالب علمی سے ہی یہ شوق آپ میں پیدا ہو چکا تھا۔ آپ کے ذوق عبادت کو بیان کرتے ہوئے آپ کے رفیقِ درس امام ابن کثیر کہ جو آپ کے تلمیذ بھی ہیں وہ بیان کرتے ہیں:

"دن رات طلب علم کی دھن تھی۔ لہٰذا متعدد علوم و فنون میں یگانہ روزگار بن گئے۔ ساتھ ہی کثرت عبادت اور زہد کی صفت سے بھی متصف تھے۔"[6]

آپ علم کے دیوانے تھے اور حصولِ علم کے لیے ہمیشہ مستعد اور متحرک رہتے تھے۔ اور آپ نے ہمیشہ علوم و فنون سے خود کو آراستہ کرنے کی کوشش اور کاوش کی ہے۔ لیکن آپ ان لوگوں میں سے نہیں تھے کہ جو علم تو حاصل کرتے ہیں لیکن اس علم سے نفع نہیں اٹھا پاتے۔ بلکہ آپ نے علمِ ظاہری کو علمِ باطنی کے ساتھ جمع کر کے حاصل کیا۔ اور علومِ شریعت کو حاصل کرنے کے ساتھ ان کی مقصدیت و افادیت کو بھولے نہیں۔ آپ نے ہمیشہ حصولِ علم کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت کی طرف بھی خاص کر توجہ رکھی کہ دورانِ طالب علمی زہد و عبادت کا ذوق غالب تھا۔ ابوزہرہ امام ابن کثیر کا ایک قول ابن قیم کے متعلق نقل کرتے ہیں:

"مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانے میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی اور سجود خاصے لمبے لمبے کیا کرتے تھے۔"[7]

ابن العماد شذرات الذہب میں لکھتے ہیں:

"قال ابن رجب: وكان ذا عبادة، وتهجد، وطول صلاة الى الغاية القصوى، وتاله، ولهج بالذكر، شغف بالمحبة و الانابة و الافتقار الى الله تعالى، و الانكسار له، و الاطراح بين يديه على عتبة عبوديته۔ لم اشاهد مثله فى ذلك، ولا رايت اوسع منه علما، ولا اعرف بمعانى القرآن الحديث و السنة وحقائق الايمان منه، وليس هوبالمعصوم، ولكن لم ارفى معناه مثله"۔[8]

(ابن رجب نے کہا: وہ عبادت، تہجد، بہت زیادہ لمبی نماز اور للّٰہیت والے، ذکر میں رطب اللسان، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف رجوع و انابت کرنے والے، اور اس کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کرنے والے، اور اس کی عبادت میں بہت زیادہ جہد و سعی کرنے والے تھے۔ میں نے اس معاملہ میں ان جیسا کوئی اور نہیں دیکھا، اور نہ ہی ان سے زیادہ وسیع علم والا کوئی شخص دیکھا ہے، اور نہ ان سے زیادہ قرآن و حدیث و سنت اور ان سے حقائق ایمان کی معرفت رکھنے والا دیکھا۔ آپ معصوم تو نہیں ہیں لیکن ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔)

---

[6] Ibn Kathīr, Imād al-Dīn Abū al-Fidā' Ismā'īl ibn 'Umar al-Dimashqī. *al-Bidāyah wa al-Nihāyah*. Dār al-Fikr - Cairo, 1986 CE, 13: 234.

[7] al-Naḥlāwī, 'Abd al-Raḥmān. *Ibn Taymīyah*. Dār al-Fikr Dimashq, 1406 AH - 1986 CE, 765.

[8] Ibn al-'Imād, Imām Shahāb al-Dīn Abū al-Falāḥ 'Abd al-Ḥay ibn Aḥmad ibn Muḥammad ibn al-'Akrī al-Ḥanbalī al-Dimashqī. *Shadharāt al-Dhahab fī Akhbār man Dhahab*. Taḥqīq wa Takh'rīj: 'Abd al-Qādir al-Arnā'ūṭ, Taḥqīq wa Ta'līq: Maḥmūd al-Arnā'ūṭ. Dār Ibn Kathīr li-Ṭab'ah wa al-Našr wa al-Tawzī' - Bayrūt - Lebanon, al-Ṭab'ah al-'Awwalā: 1413 AH - 1992 CE, 8: 288.

الغرض یہ کہ ابن قیم الجوزیہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے والا قلب عطا ہوا تھا اور انہوں نے اپنے نفس کو اطاعتِ الٰہی میں لگا دیا تھا، انہیں تو گویا صرف اور صرف اللہ کی عبادت میں ہی ہر ایک چیز کی لذت حاصل تھی۔

2.2 مجاورتِ مکہ اور حج

صوفیہ عظام اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے کہ وہ مجاہدات اور ریاضات کر کے تقرب کے بلند مقام پاتے ہیں۔ اکثر اوقات کسی جگہ عبادت کے لیے وقف ہو جانے کو مجاورت بھی کہتے ہیں۔ یا گوشہ نشینی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن قیم الجوزیہ نے بھی تقرب اور ولایت کے بلند مقام کو پانے کے لیے مستقل عبادت اور بہت طواف کیے اور ایک لمبا وقت مکہ مکرمہ میں مجاور رہے۔ لوگ مختلف مقامات پر مجاورت اختیار کرتے ہیں لیکن سب سے بہترین اور عظیم ترین مقام تو خانہ کعبہ ہے۔ آپ نے اس جگہ کا انتخاب کیا۔ ابن العماد لکھتے ہیں:

"و حج مرات كثيرة، و جاور بمكة، و كان اهل مكة يذكرون عنه من شدة العبادة و كثرة الطواف امرا يتعجب منه، و لازمت مجالسه قبل موته ازيد من سنة، و سمعت عليه "قصيدة النونية" الطويلة في السنة"۔[9]

(اور آپ نے کثیر مرتبہ حج کیا، اور مکہ مکرمہ میں مجاور رہے، اور اہلِ مکہ آپ کی شدتِ عبادت اور کثرتِ طواف کے معاملہ سے تعجب کرتے ہوئے اس کا ذکر کرتے تھے۔ اور میں آپ کی موت سے قبل آپ کی مجالس میں موجود رہا کہ جن کا زمانہ ایک سال سے زیادہ بنتا ہے اور اس دوران میں نے آپ سے طویل "قصیدہ نونیہ" کا سماع کیا ہے کہ جو احکامِ سنت میں ہے۔)

2.3 ذکرِ الٰہی میں مشغولیت

تصوف کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا قلبی ذکر اور عبادت ہے۔ کوئی بھی شخص اس کے بغیر نہ سلوک و تصوف کی منازل طے کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ تقرب و ولایت کے مقام کو پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کثرت کے ساتھ ذکر کی تلقین کی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کثیر اوراد و وظائف سکھائے اور بتائے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے سنتے اور یاد کرتے تھے پھر ان کو مکمل کرتے۔ اور بعد والوں کو بیان کیا یہاں تک کہ ہم تک پہنچے۔ اس کے بعد ہمیشہ علماء و صلحاء کا طریقہ رہا ہے کہ وہ علم و عبادت کے ساتھ ذکر کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے بغیر نہ ان کی صبح ہوتی ہے اور نہ ہی شام ہوتی ہے۔

ابن قیم الجوزیہ کا جس طرح ذوقِ عبادت بیان کیا گیا ہے اسی طرح آپ ذکر میں بھی کثرت کے ساتھ مشغول ہوتے تھے۔ جیسے ابن رجب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف انابت و رجوع میں مشغول رہنا آپ کا شغف تھا۔ اور آپ ذکرِ الٰہی میں رطب اللسان رہنے والے تھے۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا:

"و كان اذا صلى الصبح جلس مكانه يذكر الله تعالى حتى يتعالى النهار، و يقول: هذه غدوتى ، لو لم اقعدها سقطت قواى"۔[10]

---

[9] Ibn al-ʻImād, *Shadharāt al-Dhahab*, 8: 288.

[10] al-Fir'āwī - al-Suʻūdī. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn*. 1: 87.

(اور آپ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اپنے جگہ بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ سورج بلندی تک آجاتا، اور آپ فرماتے: یہ میری غذا ہے اگر میں اس کے لیے نہ بیٹھوں تو میرے قوی کمزور پڑ جائیں گے۔)

حقیقی صوفیہ کا یہی ذوق ہوتا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی کو ہی اپنی اصلی غذا سمجھتے ہیں اسکے سوا انہیں سکون و اطمینان ہی حاصل نہیں ہوتا۔

2.4 تعلیم فقر

تصوف کو فقر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یعنی فقرِ محمدی ﷺ سے۔ اکثر صوفیہ کرام نے اپنے لیے راہِ فقر اختیار کی۔ کثیر علماء و ائمہ نے اپنی زندگی فقر میں گزاری۔ اور یہ طریقہ خود رسول اللہ ﷺ نے شروع فرمایا۔ اصحابِ صفہ اس کی حسین ترین اور کامل ترین مثال ہیں۔ ابن قیم الجوزیہ نے جہاں عبادت و تقویٰ اور ذکرِ الٰہی کی تعلیم و تلقین کی اور خود بھی اس پر کمربستہ رہے ایسے ہی آپ نے فقر کی اہمیت کو بیان کیا، اس کی تعلیم دی اور خود بھی فقر کو اختیار کیا۔ فقر کے بارے ابن حجر عسقلانی نے آپ کا قول ذکر کیا ہے:

"و كان يقول: بالصبر و الفقر تنال الامامة بالدين۔ و كان يقول:لابد للسالک من همة تسيره و ترقيه، و علم يبصره و يهديه"۔[11]

(آپ کہا کرتے تھے: صبر اور فقر کے ذریعہ دین کی امامت ملتی ہے۔ اور آپ یہ بھی کہتے تھے کہ سالک کے لیے ضروری ہے ایسا عزم کہ جو اس کو چلائے اور بلندی کی طرف منازل طے کرائے اور ایسا علم جو اس کی بینائی کو جِلا بخشے اور اسے ہدایت پر رکھے۔)

3۔ تصوف میں آپ کا مرتبہ

علماء و صلحاء کے درمیان آپ کی معرفت عالم و صوفی ہر دو معانی کے طور پر ہے۔ تذکرہ نگاروں نے انہیں ان القابات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء و صوفیہ کے ہاں آپ کی اہمیت اور قدر و منزلت کو یکساں تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی تصوف پسندانہ فکر کی حمایت کرتے ہوئے ابو الحسن ندوی لکھتے ہیں:

"اس طرح اگر ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کا حوالہ دے کر حقیقی تصوف پر ناروا تنقید کی جائے تو جن لوگوں نے ان دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے اور جنہیں ان (خصوصا ابن قیم) کے تصوف و احسان میں مرتبہ کا کسی قدر کتابی علم ہے وہ ان ناقدین کے متعلق زیادہ بہتر خیال ظاہر نہیں کر سکیں گے۔ ہم امکان کی حد تک حسن ظن سے کام لینا چاہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان ناقدین نے شیخین کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا ہے۔ ورنہ شیخین کا نام لے کر اس بے باکی کے ساتھ وہ تصوف کی مخالفت نہ کرتے۔"[12]

ان علماء کا طریقہ رہا ہے اور یہ ان کی ذمہ داری بھی ہے کہ جب شرعی خرابیاں دیکھتے ہیں تو ان پر کھل کر تنقید کرتے ہیں۔ وہ خرابیاں اہلِ علم کے اندر پائی جائیں یا صوفیہ کے اندر ہوں۔ جہاں بھی دیکھتے ہیں ان کو روکنے کے لیے بھرپور کردار ادا کرتے ہیں اور اس میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب ان کی طرف بدعتی، شریعت سے منحرف اور بے عمل صوفیہ پر تنقید کی جاتی ہے تو کئی لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ تصوف اور صوفیہ سے مخالفت کرنے والے تھے۔ حالانکہ حقیقت ایسی نہیں۔

---

[11] al-Fir'āwī - al-Su'ūdī. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn*, 1: 87.

[12] Nadwī, Maulānā Abū al-Ḥasan Muḥammad Ūwaīs. *Taṣawwuf Kiyā Hai?* Lahore, Idārah Islāmīyāt, S-n, 90.

ابو الحسن ندوی یہی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ابن قیم تصوف کے مخالفین میں سے بالکل نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے کبھی خلافِ تصوف تعلیمات کو عام کیا اور نہ یہ صوفیہ سے نفرت کرنے والے تھے۔ بلکہ یہ صوفیہ سے محبت کرنے والے، تصوف کو نہ صرف پسند کرنے والے بلکہ اپنانے والے اور تصوف کی قدر و منزلت کو جاننے والے تھے۔

4۔ صحبتِ صوفیہ

امام ابن قیم صوفیہ کی محبت کو بہت اہم سمجھتے ہیں۔ اور وہ صوفیہ کی صحبت و محبت کو انسان کے لیے نفع مند اور اخروی فوز و فلاح کا باعث سمجھتے ہیں۔ صوفیہ کی صحبت کے متعلق ایک مقام پر حضرت جنید کا ایک قول درج کرتے ہیں جس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے، آپ اس کو درج کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں مزید اس بابت لوگوں کے اعتراضات کو رفع کرتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی کا قول درج ذیل ہے:

"جب اللہ تعالیٰ کسی کی خیر چاہتا ہے تو اسے صوفیہ کی محبت عطا کرتا ہے۔"

اس کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جس کا رجحان عبادات کی طرف ہو اور جو معرفت حاصل کرنا چاہتا ہو اس پر جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو اسے صوفیہ کے پاس جانے کی توفیق ملتی ہے۔ جو اس کے اخلاق کی تہذیب کرتے ہیں۔ برے اخلاق کا ازالہ کرتے ہیں اور اسے اخلاق حمیدہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور وہ فوز و فلاح کے راستے کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔"(13)

ابن قیم کیونکر صوفیہ کے مخالف یا ان سے نفرت کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ صوفیہ کے اقوال کی تشریحات کر کے معترضین کو جواب دیتے ہیں۔ وہ صوفیہ پر کیسے اعتراض کریں گے کہ جب وہ صوفیہ کی بظاہر بعض لوگوں کے ہاں قابل اعتراض چیزوں کے خود جواب دے رہے ہوں۔ امام ابن قیم کی یہ بات معترضین کے لیے بڑا جواب ہے۔ آپ خود بھی صوفیہ سے محبت کرنے والے تھے اور امت کو بھی اسی کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ نے صوفیہ کی صحبت کو بہت اہم اور عظیم بنا کر پیش کر دیا ہے۔

آپ کی مندرجہ بالا تشریح سے مندرجہ ذیل نکات صادر ہوتے ہیں:

1۔ صوفیہ کی محبت و صحبت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

2۔ صوفیہ کی صحبت و محبت معرفتِ الٰہی کے حصول کا سبب بنتی ہے۔

3۔ صوفیہ لوگوں کے اخلاق کی تہذیب کرتے ہیں۔

4۔ صوفیہ برے اخلاق کا ازالہ کرتے اور اخلاق کی تطہیر کر کے انہیں اخلاق حمیدہ میں بدل دیتے ہیں۔

5۔ صوفیہ جس کے اخلاق کی تطہیر کرتے ہیں وہ فوز و فلاح پا جاتا ہے۔

6۔ صوفیہ کی صحبت اور محبت فوز و فلاح کا سبب اور باعث ہے۔

صوفیہ کے متعلق ایسے مفید اور خوبصورت خیالات کے بعد وہ کیسے صوفیہ سے دوری اختیار کریں گے۔ انہوں نے صوفیہ کی محبت کو رشد و ہدایت اور اخروی فوز و فلاح کا سامان قرار دیا ہے۔

---

[13]Ibn Qayyim al-Jawziyya, Shams al-Dīn Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Abī Karz al-Zur‘ī al-Dimashqī. *Madārij al-Sālikīn*. Dār al-Ṣamī‘ī li-l-Našr wa al-Tawzī‘, al-Riyāḍ, 2011 CE - 1432 AH, 2: 273.

5۔ علمِ تصوف کے عارف

ابن قیم الجوزیہ کی صوفیہ کے ساتھ صرف محبت و الفت ہی ثابت نہیں ہے بلکہ آپ سلوک و تصوف کے علوم و معارف کے ماہر اور عارف مانے جاتے ہیں۔ آپ نے موضوعاتِ تصوف پر کتب تصنیف کی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں آئے گا۔ آپ نے صوفیہ کے کلام کو پڑھا اور اسے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ تصوف پر ہمیشہ آپ کو اعتماد رہا ہے اور آپ نے اقوال و امثالِ صوفیہ سے اپنی کتب میں استشہاد و احتجاج بھی کیا ہے۔ آپ کی علوم و معارفِ تصوف سے معرفت کے بارے ابن رجب نے کہا:

"و عالما بعلم السلوک و کلام اهل التصوف و اشاراتهم و دقائقهم۔ له فی کل فن من هذه الفنون الید الطولی"۔[14]

(اور آپ علمِ سلوک اور اہلِ تصوف کے کلام کے عالم تھے، اور ان کے اشارات و اصطلاحات اور دقائق و معارف کو جاننے والے تھے۔ اور انہیں ان تمام فنون میں سے ہر ایک فن میں خوب گرفت اور گہری مہارت حاصل تھی۔)

آپ کو اپنا کافی وقت قید میں گزارنا پڑا، قید کے عرصے کو آپ نے تدبر و تفکر میں صرف کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس کے بارے ابن العماد لکھتے ہیں:

"و کان فی مدة حبسه مشتغلا بتلاوة القرآن و بالتدبر و التفکر، ففتح علیه من ذلک خیر کثیر، و حصل له جانب عظیم من الاذواق و المواجید الصحیحة، و تسلط بسبب ذلک علی الکلام فی علوم اهل المعارف و الخوض فی غوامضهم و تصانیفه ممتلئة بذلک"۔[15]

(اور جس مدت میں وہ قید تھے تلاوت قرآن اور اس میں تدبر و تفکر کرنے میں مشغول ہو گئے، اس سے ان پر خیرِ کثیر کے دروازے کھل گئے، اور انہیں بہترین اور صحیح ترین ذوق و کیفیات کا ایک بڑا حصہ نصیب ہو گیا۔ اور اس سبب وہ اہلِ معارف کے علوم میں کلام کرنے اور ان کے اسرار و اشارات میں غور و خوض کرنے پر قادر ہو گئے۔ اور اس سے آپ کی تصانیف بھری ہوئی ہیں۔)

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے اہلِ معارف سے بہت کچھ پایا ہے اور اس کا اظہار ان کی تصانیف سے ہوتا ہے۔

6۔ امام ابن قیم کی موضوعاتِ تصوف پر کتب

امام ابن قیم نے تصوف، صوفیہ کی تعلیمات، زہد و ورع، رقائق، عبادت و ریاضت اور تقویٰ و مجاہدہ کی تعلیمات پر کئی کتب تحریر کی ہیں کہ جس سے ان کی تصوف سے محبت بھی واضح ہوتی ہے اور یوں یہ صوفیہ کے مشن کو عام کرنے میں بہت اہم کردار کرتے ہیں۔ کتابیں درج ذیل ہیں:

(1)۔مدارج السالکین

(2)۔کتاب الفوائد

(3)۔فتیا فی صیغة الحمد

(4)۔رسالة ابن قیم الی احد اخوانه

(5)۔اغاثة اللهفان فی مصاید الشیطان

---

[14]Ibn al-ʻImād, *Shadharāt al-Dhahab*, 8: 287.

[15]Ibn al-ʻImād, *Shadharāt al-Dhahab*, 8: 288.

(6)۔الداء و الدواء

(7)۔ الرسالة التبوكية

(8)۔الوابل الصيب ورافع الكلم الطيب

(9)۔روضة المحبين ونزهة المشتاقين

یہ تمام کتب گواہی دیتی ہیں کہ ابن قیم تصوف کے حامی تھے اور تصوف کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کرنے میں بہت اہم کردار کرنے والے ہیں۔

7۔ابن قیم کی صوفیہ پر نقد کے اسباب

ابن قیم نے جو بعض صوفیہ پر تنقید کی ہے اس کے نمایاں اسباب درج ذیل ہیں:

7.1شریعت سے انحراف

علماء کرام کی اہم ترین ذمہ داری شرعی اصولوں کو معاشرے میں نافذ کرنا ہے۔اور جو لوگ شریعت کے اصولوں سے منحرف ہونے والے ہیں ان کی بیخ کرنی اور انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کرنا۔ علماء کرام کبھی کسی کو شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھیں تو اسے برداشت نہیں کرسکتے اور ضروری طور پر اس کے قلع قمع کے لیے میدانِ عمل میں اتر آتے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جو شریعت مطہرہ عطا فرمائی ہے اسی میں ہی سب بھلائی ہے اور اس سے بہتر کسی دوسرے کی تعلیمات نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا جو کوئی بھی شرعی اصولوں کے خلاف کوئی نظریہ اپناتا ہے وہ کسی بھی صورت علماء کے ہاں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر ابن قیم الجوزیہ نے دیگر تمام علماء کی طرح بعض صوفیہ پر تنقید کی ہے کہ جو ایسے نظریات کے قائل تھے۔ جس کا ذکر مندرجہ بالا عبارت میں موجود ہے۔ اسی بنیاد پر امام ذہبی، ابن تیمیہ، ابن جوزی، ابن رجب حنبلی اور دیگر علماء اکابرین نے تنقید کی ہے۔یعنی کسی پر بھی چاہے وہ صوفی ہو یا عالم تنقید کے لیے یہ ایک متفقہ وجہ ہے کہ وہ شریعت کے اصولوں سے منحرف ہو۔

7.2سنت کو ترک کر کے بدعات میں پڑنا

شریعت کی بہترین صورت وہی ہے کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سنت و سیرت سے واضح ہے۔اس کے سوا کوئی بھی تشریح اور وضاحت نادرست ہو سکتی ہے اور نہ ہی قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔ شرعی طریقوں کو جس طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے رائج فرمایا ہے ان کی اتباع اسی طرح کرنا جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مروی ہے یہ ضروری ہے۔ جو بھی سنت کو ترک کر کے اپنی طرف سے کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے جس سے سنت کی خلاف ورزی لازم آتی ہو وہ بدعت ہے۔ اور علماء کرام نے اس کو رد کیا ہے کیونکہ خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے مردود قرار دیا ہے۔ ابن قیم الجوزیہ کی تنقید میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

ابن قیم حدیث کی روشنی میں سنت کو ترک کرنے والے صوفیہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جو شخص سنت سے اعراض کرتا ہے اور مباحات و طیبات اس نقطہ نظر کے تحت چھوڑتا ہے کہ ان سے روگردانی عبادت ہے ایسے شخص سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ کیونکہ یہ شخص مباحات اور امورِ واجبہ میں امتیاز نہیں کرتا۔ بندہ جن امور کو ترک کرنے کا مجاز ہے ان کے انجام دینے کو عبادت تصور کرنے کی مثال وہ خاص قسم کی ریاضتیں اور مخصوص طور طریقے ہیں جو صوفیہ نے اپنے ذوق و وجدان اور تصوف کی اصطلاحات کے مطابق مقرر کر رکھے ہیں"۔ (16)

[16]Ibn Qayyim, *Madārij al-Sālikīn*, 1: 93.

تو کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ کیا ہو مگر وہ اچھا ہو یا جسے رسول اللہ ﷺ نے پسند کیا ہو مگر وہ اچھا نہ ہو۔ ہر اچھے عمل کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا اور اسے اپنی سنت بنایا ہے۔ اس لیے بعد میں کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اعمال سے بہتر کسی عمل کو جانے اور اپنی طرف سے کوئی اصول مقرر کرے اور ان کی اتباع و عملداری کو لازم جانے۔ یقینی طور پر یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس پر تمام علماء نے تنقید کی ہے۔ اور ابن قیم الجوزیہ نے بھی تنقید کے لیے اس کو وجہ بنایا ہے۔

8۔ ابن قیم کے نزدیک تصوف

تصوف کی تعریف و توصیف کرنے میں علماء و صوفیہ کے خیالات میں کبھی فرق بھی آتا ہے اور کبھی ایک جیسے بھی ہوتے ہیں۔ جو صوفی، عالم تھے اور جو عالم، صوفی تھے ان کے ہاں نظریہ تصوف اکثر ایک جیسا ملتا ہے۔ ابن قیم تصوف کے متعلق خاص نظریہ کے حامل تھے۔ وہ تصوف کے انکاری نہیں تھے بلکہ اس کے مقاصد، محصولات اور حدود و قیود کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر کچھ احکام صادر فرماتے تھے۔ جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کثرت سے عبادت میں شغف رکھنے والے اور زہد کا پیکر تھے۔ یہی چیزیں ہیں جو صوفیہ کے ہاں سب سے بڑا مقام رکھتی ہیں۔ یعنی زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت، اگر کوئی شخص اس سے خالی ہو تو وہ خود صوفی کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ صوفیہ سے محبت و عقیدت رکھنے والے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ انہیں تصوف کی دنیا اور صوفیہ و علماء کے ہاں یکساں مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ جو ان کی نظر میں تصوف کی اہمیت اور قدر و منزلت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ ابن قیم نے جو نظریہ تصوف پیش کیا ہے وہ وہی ہے کہ جو امام ذہبی نے تصور دیا ہے۔

ابن قیم کے نزدیک تصوف قرآن و سنت کی کامل اور مکمل اتباع و اطاعت کا نام ہے۔ اپنا نظریہ تصوف بیان کرتے ہوئے امام ابن قیم الجوزیہ ایک جگہ بیان کرتے ہیں:

"شیوخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تصوف کتاب و سنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔"[(17)]

تو جو شخص تصوف کے بارے یہ خیال رکھتا ہو وہ کس طرح تصوف کا انکاری اور اس کی اہمیت کو کم کرنے والا ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپ نے تصوف کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے کہ اسے قرآن و سنت سے نسبت دی ہے۔ اور اس کو قرآن و سنت کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ اس لیے کوئی بھی آپ پر یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ آپ تصوف کی مخالفت کرنے والے تھے۔ آپ نے بالکل صراحت کے ساتھ نظریہ تصوف کو بیان کر دیا ہے کہ تصوف تو قرآن و سنت کی ہی پیروی کا نام ہے لہٰذا جو بھی کوئی شخص خود کو صوفی اور تصوف کا حامل کہلائے مگر وہ قرآن و سنت کی اتباع پر قائم نہیں ہے تو وہ بالکل بھی صوفی نہیں ہو سکتا اور وہ لائق تحسین و قابلِ اتباع نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے اس نظریہ پر دیگر صوفیہ کے اقوال کو بھی بیان کیا ہے۔ جس سے ان کا صوفیہ پر اعتماد بھی ثابت ہوتا ہے اور ان سے محبت بھی۔ اور دوسری طرف ان کی نظر میں تصوف کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی کا قول درج کرتے ہیں:

"علمنا هذا مقيد بالكتاب و السنة ، فمن اعتزل عنه لا اطاعة له"۔[(18)]

(ہمارا علم کتاب و سنت میں مقید ہے جو اس راستے سے الگ ہوا اس کی پیروی نہ کی جائے۔)

---

[17] Ibn Qayyim al-Jawziyya, *Madārij al-Sālikīn*, 3: 55.

[18] Ibn Qayyim al-Jawziyya, *Madārij al-Sālikīn*, 2: 31

کتنی بڑی اور اہم ترین بات بیان کی ہے کہ ہم صوفیہ تو کتاب و سنت کے علم کے ہی تابع ہیں اور اپنے تمام علم کو قرآن و سنت کی حدود میں مقید رکھتے ہیں۔ اور کسی بھی ایسے شخص کی پیروی نہیں کرتے کہ جو قرآن و سنت کی اطاعت سے منہ موڑلے۔ یہی وہ عظیم صوفیہ ہیں کہ جن کی باتوں سے تصوف کا نظریہ اور تعریف متعین ہوتی ہے۔ جب ایسے عظیم صوفیہ، تصوف کا نظریہ پیش کریں گے تو کسی جاہل اور جھوٹے صوفی کے خیالات اور خرافات کو تصوف کا نام دے کر تصوف پر تنقید کرنا روا نہیں ہو گا۔ حضرت جنید بغدادی خود بھی ایسے کسی شخص کی پیروی کرنے سے گریز کرتے ہیں اور امت کو بھی یہی تلقین کر رہے ہیں کہ کسی ایسے شخص کی اتباع نہ کی جائے کہ جو تابع قرآن و سنت نہ ہو۔ تصوف کتاب و سنت کی اتباع کا نام ہے اور کتاب و سنت کا متبع صوفی ہے۔

8.1 تصوف کی تعریف

فقہاء کے ہاں تصوف کی اصطلاحات کا زیادہ استعمال تو نہیں ہوتا لیکن ان میں سے بعض نے تصوف کی تعریف کرکے اس کے حقیقی مفہوم کو واضح کیا ہے۔ تصوف میں پائی جانے والی خرافات اور بدعات پر تنقید کرتے ہوئے اس کے درست مفہوم کو واضح کرنے والوں میں ایک نام امام ذہبی کا بھی ہے۔ اور اسی طرح ابن تیمیہ، ابن الجوزی، ابن رجب حنبلی اور دیگر کئی علماء شامل ہیں۔ ان تمام علماء کے مطابق تصوف تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کا عمل ہے اور یہ عمل قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ آپ کے نزدیک تصوف کی تعریف وہی ہے جو آئمہ نے کی ہے۔ اگرچہ امام ذہبی اور دیگر نے تفصیل کے ساتھ تعریف کی ہے اور ابن قیم کی طرف سے کی گئی تصوف کی تعریف مختصر ہے لیکن دونوں کا مفہوم اور مطلوب ایک دوسرے سے جدا نہیں ہے۔ ابن قیم تصوف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تصوف حقیقی سلوک کا ایک گوشہ ہے جس سے نفس کا تزکیہ اور تہذیب ہوتی ہے تاکہ رفیق اعلیٰ کی صحبت کی سیر نصیب ہو۔"(19)

حقیقی صوفیہ ہمیشہ اسی نظریہ پر قائم رہتے ہیں کہ تصوف دراصل تزکیہ نفس اور تہذیبِ ذات کا ہی نام ہے۔ اور تصوف کا انجام کار رفیقِ اعلیٰ کی صحبت کا نصیب ہونا ہے۔ ابن قیم نے بھی اسی فکر کو اپنایا اور اسی فکر کی تعلیم کو عام کیا ہے۔ تصوف کی اس تعریف سے وہ تمام خرافات اور فضولیات تصوف سے خارج ہو گئیں کہ جن کا اس مقصد میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ تزکیہ نفس و تہذیب ذات کا کام کرنے کا آلہ کار بنتے ہیں۔

ابن قیم الجوزیہ ایک بہت بڑے مستند و معتمد عالم، محدث اور فقیہ تھے۔ اور اس کے ساتھ آپ شریعت مطہرہ کے اصولوں پر مکمل طور پر عمل کرنے والے، علمِ دین پر کامل طریقہ سے عمل کرکے اسے اپنے لیے علم نافع بنانے والے تھے۔ آپ کا عمل صوفیانہ اور زاہدانہ تھا۔ دنیا، دنیاداری، دنیاوی لذات و خواہشات اور اللہ و رسول کی ناپسندیدہ چیزوں کے ساتھ انہیں کوئی شغف اور واسطہ نہ تھا۔ انہوں نے زہد و تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ اور آپ علماء و صوفیہ کے قدردان تھے لیکن وہ لوگ کہ جو شرعی اصولوں سے منحرف ہوئے چاہے وہ عالم ہوں یا صوفی آپ کی تنقید کا نشانہ بنے ہیں۔ آپ کے نزدیک تصوف، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع اور فرمانبرداری کا نام ہے۔ کتاب و سنت کی تعلیمات پر عمل درآمد کرنا ہی اصل تصوف ہے۔ جس نے بھی اس کے سوا خیر و بھلائی کو تلاش کرنے کی کوشش کی وہ گمراہ ہو گیا اور بھٹک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ"۔(20)

---

[19] Ibn Qayyim al-Jawziyya, *Madārij al-Sālikīn*, 2: 177.

(جو کوئی اسلام کے سوا دین چاہے گا وہ قبول نہ کیا جائے گا۔)

یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ اصول ہے اور علماءِ حق نے ہمیشہ اسی اصول کو مدِ نظر رکھا ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر ہر اس بات کو رد کر دیا ہے کہ جو اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ ابن قیم الجوزی کی تعلیمات، نظریاتِ تصوف اور بعض صوفیہ پر تنقید بھی بالکل اسی آیت مبارکہ کی اتباع میں ہیں۔

نتائج بحث

1۔ ابن قیم الجوزیہ ایک مستند عالم و فقیہ ہونے کے ساتھ صوفی باصفا اور زاہد بھی تھے۔

2۔ آپ نے تقرب الی اللہ کی غرض سے خوب مجاہدات اور ریاضات کیے ہیں۔

3۔ قرآن و سنت کو تصوف کی بنیاد مانتے ہیں۔

4۔ جو عمل اور طرزِ عمل قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہے اسے رد کرتے ہیں۔

5۔ صوفیہ سے محبت و الفت رکھتے اور ان کی درست تعلیمات کو پسند کرتے ہیں۔

6۔ تصوف کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے لیے عملی کردار بھی ادا کیا ہے۔

7-وحدۃ الوجود کی مباحث کو اس مضمون کا حصہ نہیں بنایا گیا، بلکہ وحدۃ الوجود کی مباحث الگ مضمون کی متقاضی ہیں۔

سفارشات

1۔ ابن قیم الجوزیہ کی زندگی کے صوفیانہ پہلوؤں کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔

2۔ جس طرح ان کا تعارف ایک ماہر و حاذق عالم کے طور پر ہے اسی طرح ایک صوفی و زاہد کے طور پر بھی کروایا جائے۔

3۔ ان جیسے علماء و صلحاء کی تعلیماتِ تصوف کو عام کر کے مبتدعین و منحرفین کی تعلیمات کو رد کر دیا جائے۔

4۔ ان کے نظریہ کو شائع کیا جائے تاکہ لوگ حقیقی تصوف سے آشنا ہوں۔

5۔ ابن قیم الجوزیہ ہوں یا دیگر علماء ان کے اخلاق و تصوف کے آثار و احوال پر کانفرنسز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔

6۔ جن بے راہ اور منحرف صوفیہ پر انہوں نے تنقید کی ہے ان کی مثل جو آج موجود ہیں ان پر اس تنقید کو نافذ کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* al-Shāmī, Ṣāliḥ Aḥmad. *al-Imām Ibn Qayyim al-Jawziyya - al-Dā'iya al-Muṣliḥ wa al-ʿĀlim al-Mawṣū'ī*. Dār al-Qalam - Dimashq - al-Dār al-Shāmīyah - Bayrūt - Dār al-Bashīr - Jiddah, 1429 AH - 2008 CE.
* al-Fir'āwī, Dr. ʻAlī ibn ʻAbd al-Raḥmān, and Dr. Nāṣir ibn Sulaymān al-Suʻūdī. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn li Ibn Qayyim al-Jawziyya*. Dār al-Ṣamīʻī li-l-Našr wa al-Tawzīʻ - al-Riyāḍ, 1432 AH - 2011 CE.

[20] *Āl ʻImrān*, 3: 85.

- al-Fir'āwī, Dr. ‘Alī ibn ‘Abd al-Raḥmān, and Dr. Nāṣir ibn Sulaymān al-Su‘ūdī. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn li Ibn Qayyim al-Jawziyya*. Dār al-Ṣamī‘ī li-l-Našr wa al-Tawzī‘ - al-Riyāḍ, 1432 AH - 2011 CE, 110.
- Ibn Kathīr, Imād al-Dīn Abū al-Fidā' Ismā'īl ibn ‘Umar al-Dimashqī. *al-Bidāyah wa al-Nihāyah*. Dār al-Fikr - Cairo, 1986 CE.
- al-Naḥlāwī, ‘Abd al-Raḥmān. *Ibn Taymīyah*. Dār al-Fikr, Dimashq, 1406 AH - 1986 CE.
- Ibn al-‘Imād, Imām Shahāb al-Dīn Abū al-Falāḥ ‘Abd al-Ḥay ibn Aḥmad ibn Muḥammad ibn al-‘Akrī al-Ḥanbalī al-Dimashqī. *Shadharāt al-Dhahab fī Akhbār man Dhahab*. Taḥqīq wa Takh'rīj: ‘Abd al-Qādir al-Arnā'ūṭ, Taḥqīq wa Ta‘līq: Maḥmūd al-Arnā'ūṭ. Dār Ibn Kathīr li-Ṭab‘ah wa al-Našr wa al-Tawzī‘ - Bayrūt - Lebanon, 1413 AH - 1992 CE.
- Ibn al-‘Imād, *Shadharāt al-Dhahab*, 8: 288.
- al-Fir'āwī - al-Su‘ūdī. *Muqaddimah Madārij al-Sālikīn li Ibn Qayyim al-Jawziyya*. Dār al-Ṣamī‘ī li-l-Našr wa al-Tawzī‘ - al-Riyāḍ, 1432 AH - 2011 CE, 87.
- Nadwī, Maulānā Abū al-Ḥasan Muḥammad Ūwaīs. *Taṣawwuf Kiyā Hai?* Lahore, Idārah Islāmīyāt, S-n.